Pathway to Ilm |

ماہانہ آرٹیکل

ذو الحجة 1447 / مئی 2026 | شمارہ: 24

نفل عبادات میں ایک نیت کے ساتھ متعدد عبادات ادا کرنے کا حکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین

اسلام میں عبادت صرف ظاہری اعمال کا نام نہیں، بلکہ بندے کے اخلاص، عاجزی اور شعوری بندگی کا اظہار ہے۔ ہر عبادت کی اصل روح اس کی نیت میں پوشیدہ ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" (صحیح البخاری: 1)

نیت ہی وہ عمل ہے جو عام اعمال کو عبادت کا درجہ عطا کرتی ہے، اور اسی کے ذریعے بندہ اپنے ہر عمل کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی رضا کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔ اگر نیت درست ہو تو بظاہر معمولی عمل بھی اجرِ عظیم کا سبب بن جاتا ہے، اور اگر نیت نہ ہو تو بڑا عمل بھی اپنی حقیقت کھو دیتا ہے۔

مومن ہمیشہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کے اعمال زیادہ بامقصد، زیادہ بابرکت اور زیادہ اجر والے بن جائیں۔ چنانچہ ایک سادہ نفل نماز یا نفلی روزہ بھی اگر شعور، اخلاص اور اچھی نیت کے ساتھ ادا کیا جائے تو وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے قرب کا عظیم ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے نیت کی حقیقت اور اس کے احکام پر خاص توجہ دی ہے۔

لغوی اعتبار سے نیت کا معنی ہے کسی کام کا پختہ ارادہ کرنا اور دل میں اس کا قصد باندھنا۔ جبکہ شریعت کی اصطلاح میں نیت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو کسی عمل کی طرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی رضا حاصل کرنے کے ارادے کے ساتھ متوجہ کرے۔ نیت کا مقصدیہ بھی ہے کہ عبادات کو عام عادات سے جدا کیا جائے۔

اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ بغیر نیت کے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نیت کا اصل مقام دل ہے۔ صرف زبان سے الفاظ ادا کرنا کافی نہیں، اور نہ ہی زبان سے نیت کرنا شرط ہے۔

نیت ہی کے ذریعے ایک عبادت دوسری عبادت سے ممتاز ہوتی ہے، جیسے ظہر اور عصر کی نماز میں فرق، یا رمضان کے روزے اور دیگر روزوں کے درمیان امتیاز۔ اسی طرح نیت عبادت اور عادت کے درمیان بھی فرق پیدا کرتی ہے، مثلاً غسلِ جنابت اور محض صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کرنے میں فرق نیت ہی سے واضح ہوتا ہے۔

اس زاویے سے ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک ہی عبادت میں متعدد نیتیں جمع کی جا سکتی ہیں؟ یعنی کیا کوئی شخص ایک ہی عمل کرتے ہوئے اس میں کئی عبادات کی نیت شامل کر سکتا ہے اور یوں ایک عمل کے ذریعے کئی اجر حاصل کر سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ شریعت میں عبادات کی مختلف اقسام ہیں، اور ہر قسم کا حکم الگ ہے۔ عبادات کو عمومی طور پر فرض، واجب اور نفل میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور نیتوں کو جمع کرنے کا حکم ان سب میں یکساں نہیں ہوتا۔

1.فرض اور واجب عبادات میں نیتوں کو جمع کرنا

فرض اور واجب عبادات کے بارے میں اصل اصول یہ ہے کہ ان میں ایک نیت دوسری نیت کے ساتھ جمع نہیں کی جا سکتی۔ ہر فرض یا واجب عبادت اپنی مستقل حیثیت رکھتی ہے اور اسے الگ طور پر ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک فرض دوسرے فرض کی طرف سے کافی نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی ایک ہی عمل سے متعدد واجبات ادا ہو سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص فجر کی فرض نماز ادا کر رہا ہو تو وہ اسی نماز میں کسی فوت شدہ قضا نماز کی نیت شامل نہیں کر سکتا، کیونکہ دونوں الگ الگ فرض ہیں اور ہر ایک کے لیے مستقل نیت ضروری ہے۔

اسی طرح رمضان کے روزے میں بھی ایک شخص رمضان کے فرض روزے کے ساتھ کسی قضا روزے کی نیت جمع نہیں کر سکتا، کیونکہ دونوں کی حیثیت جداگانہ ہے اور ہر ایک کو الگ ادا کرنا لازم ہے۔

اگرچہ اس مسئلے کی بعض جزئیات میں چاروں مذاہب کے درمیان کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں، لیکن اس مضمون میں خاص طور پر فقہِ حنفی کے نقطۂ نظر کو بیان کیا جا رہا ہے۔ دیگر مذاہب کی تفصیلات، اِن شاء اللہ، آئندہ کسی موقع پر ذکر کی جا سکتی ہیں۔

2.نفل عبادات میں متعدد نیتیں

جہاں تک نفل عبادات کا تعلق ہے تو ان میں متعدد نیتیں جمع کرنا عموماً جائز ہے۔ بلکہ ایک ہی عمل کے ذریعے کئی اجر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔
البتہ یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ متعدد نیتوں سے اجر میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن ہر عبادت کو الگ الگ ادا کرنے کا ثواب اس سے زیادہ ہوتا ہے۔
علماء نے لکھا ہے کہ اعمال کا اجر نیتوں کی کثرت سے بڑھ جاتا ہے۔ بظاہر ایک ہی عمل ہوتا ہے، مگر بندہ اس میں کئی عبادات کی نیت شامل کر کے اپنے اجر کو کئی گنا بڑھا لیتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر وضو کرتے وقت کوئی شخص نماز کی تیاری، تلاوتِ قرآن کے لیے طہارت، باوضو رہنے اور دیگر عبادات کی نیت کر سکتا ہے۔ یوں ایک ہی وضو کئی عبادات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اس مسئلے کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے علماء نے اعمال کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:

(الف) وسائل یا ذرائع

(ب) مقاصد

وسائل میں نیتوں کو جمع کرنا

وہ اعمال جو ذرائع شمار ہوتے ہیں، جیسے وضو اور غسل، ان میں متعدد نیتیں جمع کرنا ہمیشہ جائز ہے، کیونکہ یہ اعمال بذاتِ خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ دوسری عبادات کے لیے ذریعہ بنتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اس میں ایک ساتھ غسلِ جنابت اور غسلِ جمعہ کی نیت کر لے تو اسے دونوں کا ثواب حاصل ہوگا۔

البتہ وہ عبادات جو بذاتِ خود مقصود ہوں، جیسے نماز اور روزہ، ان میں کچھ مزید تفصیل ہے۔ اگر ایک ہی عمل میں دو نفل عبادات کی نیت جمع کی جائے تو یہ درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص دو رکعت نماز اس نیت سے پڑھے کہ اس سے سنتِ فجر بھی ادا ہو جائے اور تحیۃ المسجد بھی، تو یہ دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے گی۔

علماء نے مزید وضاحت کی ہے کہ نفل نمازوں کی بھی مختلف اقسام ہیں:

بعض نوافل کسی خاص سبب کی وجہ سے ادا کیے جاتے ہیں، جیسے تحیۃ المسجد، صلاۃ الاستخارہ اور صلاۃ الحاجہ۔

جبکہ بعض نوافل مخصوص اوقات کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں، جیسے فرض نمازوں سے پہلے یا بعد کی سنتیں، یا نمازِ ضحیٰ۔

ایسی نفل نماز جس کا تعلق کسی خاص سبب سے ہو، اسے دوسری نماز کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے، خواہ دوسری نماز فرض ہو یا نفل۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور جماعت کے ساتھ فرض نماز ادا کر لے تو اس سے تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی۔

البتہ دو فرض نمازوں کو ایک نیت کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح کسی فرض نماز کو ایسے نفل کے ساتھ جمع کرنا بھی درست نہیں جو کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص ہو، جیسے ظہر کی فرض نماز میں نمازِ ضحیٰ کی نیت شامل کرنا۔

اسی طرح دو ایسے نوافل کو بھی ایک ساتھ جمع نہیں کیا جا سکتا جو دونوں مخصوص وقت کے ساتھ متعلق ہوں، جیسے نمازِ ضحیٰ اور ظہر کی سنتیں۔

یہاں ایک اور اہم بات سمجھنا ضروری ہے کہ تمام سنن ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ بعض سنتیں مستقل اور الگ عبادت کی حیثیت رکھتی ہیں، جبکہ بعض کسی خاص عبادت کے تابع ہوتی ہیں اور انہیں مخصوص طریقے یا وقت میں ادا کرنا مطلوب ہوتا ہے۔

جو سنن مستقل نوعیت کی ہوں، ان میں نیتوں کو جمع کرنے کی گنجائش نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن بعض سنن ایسی ہیں جن کا ایک مستقل مقصد اور خاص فضیلت ہوتی ہے، اور اگر انہیں کسی دوسری نیت کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس مخصوص فضیلت میں کمی آ سکتی ہے۔ اس کی واضح مثال شوال کے چھ روزے ہیں۔

شوال کے ان روزوں کی فضیلت کو سمجھنے کے لیے اس اصول کو سامنے رکھنا چاہیے کہ ایک نیکی کا اجر دس گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرماتے ہیں:

مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا

"جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا، اسے اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔" (سورۃ الأنعام: 160)

اسی حساب سے رمضان کے تیس روزے تین سو دنوں کے برابر بنتے ہیں، جبکہ شوال کے چھ روزے ساٹھ دنوں کے برابر ہو جاتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر تین سو ساٹھ دن بنتے ہیں، جو پورے سال کے روزوں کے برابر ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی ترغیب دی، تاکہ پورے سال کے روزوں کا اجر حاصل ہو۔

چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

"جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔"
(صحیح مسلم: 1164)

انہی اور اس جیسی دیگر احادیث کی بنا پر جمہور فقہاء، جن میں احناف، شوافع اور حنابلہ شامل ہیں، شوال کے چھ روزوں کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ جہاں تک قضا روزوں اور شوال کے چھ روزوں کی نیت جمع کرنے کا تعلق ہے تو علماء نے لکھا ہے کہ اگر اصل نیت قضا روزوں کی ہو تو دونوں نیتیں جمع کی جا سکتی ہیں، اور امید ہے کہ انسان کو شوال کے روزوں کا اجر بھی حاصل ہو جائے گا۔

لیکن افضل یہی ہے کہ قضا روزے الگ رکھے جائیں اور شوال کے چھ روزے الگ، کیونکہ بعض اہلِ علم کے نزدیک فرض اور نفل کو جمع کرنے کی صورت میں نفل کا مکمل مخصوص اجر حاصل نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ حدیث کے الفاظ خود ایک ترتیب کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

"جو رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد..."

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رمضان کے تمام روزے مکمل کیے جائیں، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں، تاکہ پورے سال کے روزوں والی مخصوص فضیلت حاصل ہو سکے۔

اسی خاص فضیلت اور ترتیب کی وجہ سے شوال کے یہ چھ روزے رمضان کے بعد ایک مستقل عبادت کے طور پر مطلوب ہیں۔ اگر انہیں قضا روزوں یا کسی اور نیت کے ساتھ ملا دیا جائے تو ممکن ہے اس مخصوص اجر میں کمی آ جائے، کیونکہ ان کا اصل مقصد رمضان کے بعد مزید نفلی عبادت کے ذریعے بندگی کا تسلسل قائم رکھنا ہے۔

اس تمام بحث سے ایک اہم اصول سامنے آتا ہے کہ اگرچہ نفل عبادات میں متعدد نیتیں جمع کرنا عموماً جائز ہے، لیکن ہر عبادت کی نوعیت، مقصد اور مخصوص فضیلت کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ جہاں کسی عبادت کا ایک خاص اور مستقل اجر بیان کیا گیا ہو، وہاں بہتر یہی ہے کہ اسے الگ ادا کیا جائے تاکہ اس کا کامل ثواب حاصل ہو سکے۔

نیتوں کو جمع کرنے کے اہم اصول

- فرض عبادت کو کسی دوسری فرض یا واجب عبادت کے ساتھ جمع نہیں کیا جا سکتا۔
- ایک ہی عمل دو مستقل فرض یا واجب ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہوتا۔
- نفل عبادات میں متعدد نیتیں جمع کی جا سکتی ہیں، خصوصاً جب ایک عمل کسی دوسری عبادت کا ذریعہ ہو۔
- متعدد نیتوں سے اجر میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن ہر عبادت کو الگ الگ ادا کرنے کا ثواب اس سے زیادہ ہوتا ہے۔
- وہ عبادات جو کسی خاص وقت یا مخصوص فضیلت کے ساتھ وابستہ ہوں، انہیں الگ ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔

آخر میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ نیتوں کو جمع کرنے کا تصور اسلامی شریعت کی وسعت، حکمت اور خوبصورتی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے ذریعے ایک مومن اپنے اخلاص اور قلبی توجہ کو برقرار رکھتے ہوئے ایک ہی عمل سے زیادہ اجر حاصل کر سکتا ہے، یہاں تک کہ عام سے عام کام بھی عبادت بن جاتے ہیں۔

ساتھ ہی یہ اصول انسان کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ فرائض کو درست طریقے سے ادا کرنا ضروری ہے، اور بعض عبادات ایسی ہیں جن کا اپنا مستقل مقصد اور مقام ہے، اس لیے انہیں دوسری عبادات کے ساتھ جمع نہیں کیا جا سکتا۔

ایک مومن اپنی روزمرہ زندگی میں اس اصول سے بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

جب کوئی شخص مسجد کی طرف جائے تو وہ کئی نیتیں کر سکتا ہے، جیسے نماز کی ادائیگی، ہر قدم پر اجر حاصل کرنا، راستے میں ذکر کرنا، اور اللہ جَلَّالَہٗ کے گھر سے تعلق مضبوط کرنا۔

اسی طرح مسجد میں بیٹھتے وقت اعتکاف کی نیت، علمِ نافع حاصل کرنے کی نیت، اور اگلی نماز کے انتظار کی نیت بھی شامل کی جا سکتی ہے۔ اس طرح شعوری نیتوں کے ذریعے عام لمحات بھی عبادت میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور انسان کا پورا دن اجر کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ہر عمل سے پہلے ایک لمحے کے لیے ٹھہر کر اپنے دل میں متعدد اچھی اور مخلص نیتیں پیدا کرے۔ اگر یہ عادت بن جائے تو بغیر اضافی مشقت کے اجر میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ: "مومن کی نیت اس کے عمل سے بڑھ کر ہوتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ عبادات میں دل اور نیت کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ البتہ اس معاملے میں اعتدال اور توازن ضروری ہے۔ نیت کو ایسا مصنوعی یا بوجھل عمل نہیں بنا لینا چاہیے کہ انسان ہر وقت تکلف اور الجھن میں مبتلا رہے۔ اصل مطلوب دل کا اخلاص، اللہ جَلَّالَہٗ کی رضا کا احساس، اور عبادت میں شعوری حاضری ہے، نہ کہ بے جا مبالغہ یا ظاہری تکلف۔ متعدد نیتوں کا مقصد یہ ہے کہ عبادت میں روح، گہرائی اور اخلاص پیدا ہو، تاکہ انسان کا ہر عمل اللہ جَلَّالَہٗ کی قربت کا ذریعہ بن جائے، نہ کہ عبادت محض ایک خشک، رسمی اور بے روح عمل بن کر رہ جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ باشعور مومن صرف اعمال انجام نہیں دیتا، بلکہ ہر عمل سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ وہ یہ کام کیوں کر رہا ہے؟ جب انسان ہر عمل میں اللہ جَلَّالَہٗ کی رضا کی نیت شامل کر لیتا ہے تو اس کی پوری زندگی عبادت بن جاتی ہے، اور وہ اپنے معمولی ترین اعمال کے ذریعے بھی اللہ جَلَّالَہٗ کا قرب حاصل کرنے لگتا ہے۔

<u>حوالہ جات:</u>

بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية— امام الخادمي رحمہ اللہ

<u>**تحریر: مولانا جریر امتیاز**</u>

تدوین و ترتیب: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتي عبد الوهاب حسن